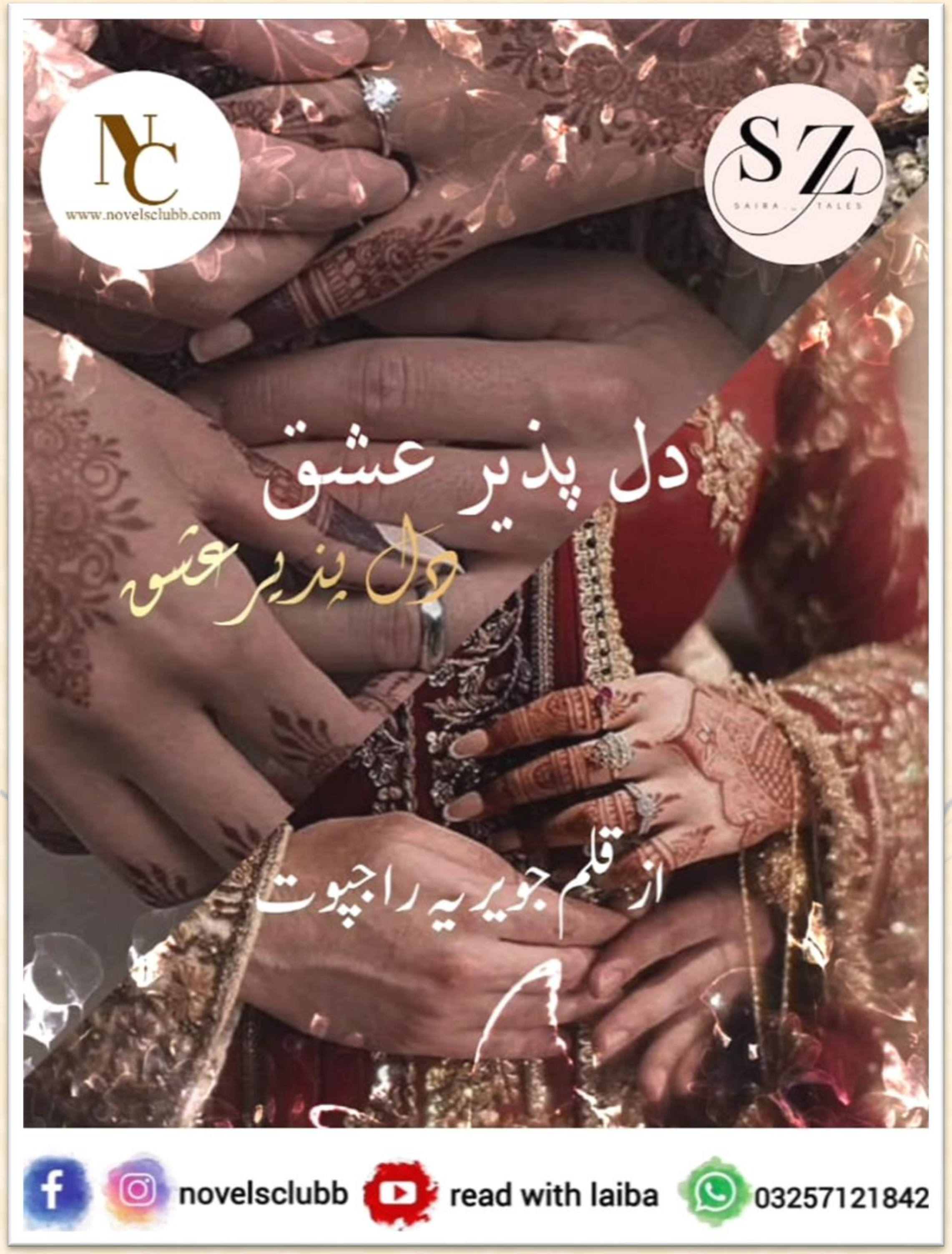
www.novelsclubb.com
دل پذیر عشق
دل پذیر عشق
از قلم جویریہ راجپوت
novelsclubb
read with laiba
03257121842

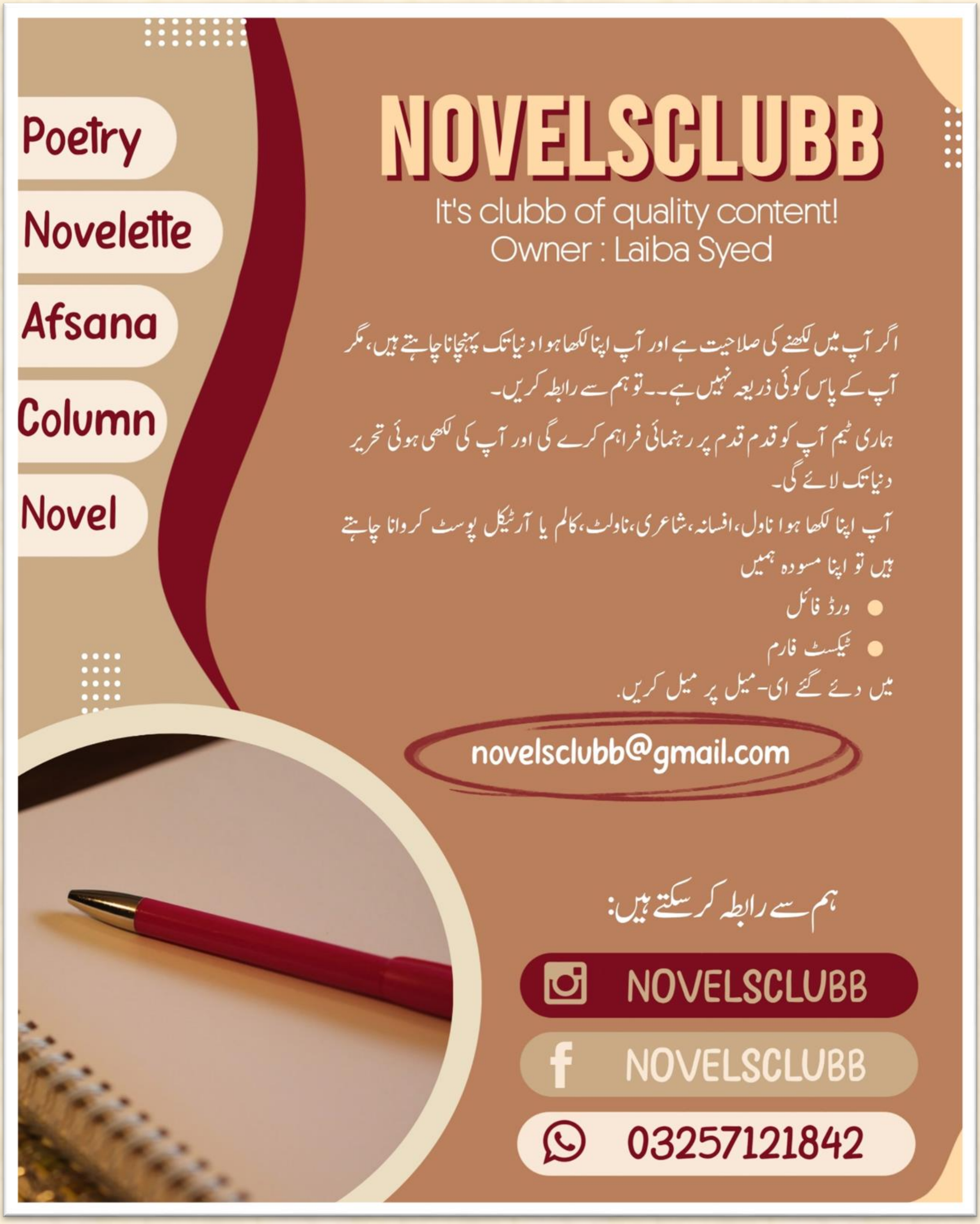
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

دل پذیر عشق

از قلم

جویریہ راجپوت

Clubb of Quality Content

ناول "دل پذیر عشق" کے تمام جملہ حق لکھاری "جویریہ راجپوت" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

- دل پذیر عشق از قلم جویریہ راجپوت

یہ کہانی ہے سوشل سوسائٹی میں رہنے والی دل پذیر

عشق کی جو کہ پچیس سال کی ایک چلبلی سی لڑکی پر اس کے دل کی حقیقت وہ خود ہی جانتی ہے کہ آیا وہ سچ میں خوش ہے یا نہیں دل پذیر عشق صاف سی رنگت والی تیکھے نقوش لمبے بھورے بال جو گھٹنوں تک آتے ہیں سرمئی نین والی جن کی چمک اس کی آنکھوں کو سب سے منفرد بناتی ہے اور خوداعتمادی کا تو کیا ہی کہے گاڑی ٹھوک کر کہنے والی کہ بھئی آپ کی غلطی ہے۔یہ ہے ہماری دل پذیر عشق کی چھوٹی سی جھلک مگر وہ خود میں کتنے راز سموئے ہے کیا کچھ اس کے دل میں ہے آج تک یہ کوئی نہ جان سکا اپنی ماں آرزو کے ساتھ سوشل سوسائٹی جو کہ اسلام آباد میں ہے وہاں

کہ فلیٹ میں قیام پذیر ہے۔دل میری جان اٹھ جائیں آپ

ہسپتال جانے کا وقت ہو رہا ہے آرزو بیگم اس کے کمرے کی لائٹ جلاتے بولی اور کھڑکیوں پر سے پردے پیچھے کیے۔ صبح خیر ماں دل پذیر خود پر سے چادر اتاڑتے بولی اور ماں کی طرف دیکھا جو صوفے پر پڑے اس کے کپڑے اور اس کا لیب کوٹ اٹھا رہی تھی۔آپ رہنے دے

میں اٹھالوں گی ماں رات کو نائٹ ڈیوٹی سے آنے کے بعد حوصلہ ہی نہیں پڑا کہ ان چیزوں کو جگہ پر رکھ سکوں دل پذیر عشق اپنے لمبے بالوں کو جوڑے میں باندھتے بولی۔ میں کرلوں گی میری جان آپ جائے فریش ہو جائے میں کرلوں گی یہ سب آرزو بیگم اس کو مسکرا کر دیکھتے بولی۔ پکا نہ آرزو بیگم دل پذیر عشق ماں کو

شرارت سے دیکھتے بولی۔ جی بلکل دل صاحبہ آرزو بیگم ہنس کر بولی تو دل پذیر عشق بھی مسکرا کر فریش ہونے چلی گئی۔ دل پذیر عشق اور آرزو بیگم ناشتہ کر رہی

تھیں جب بیل بجی۔ میں دیکھتی ہوں آپ بیٹھے دل پذیر عشق ماں کو دیکھتے بولی جو اٹھنے لگی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے کانسٹیبل کو دیکھ کر اس نے گھورا جس کہ ہاتھ میں ایک ہاکی لفافہ تھا۔ آپ پھر سے آگئے بہادر خان میں نے منع کیا تھا نہ دل پذیر سپاٹ لہجے میں بولی۔ ام کیا کر سکتا ہے بچے تمہارا ابا ام کو بھیج دیتا ہے وہ کندھا آچکا کر بولے۔ کون ہے بھئی آرزو بیگم اس کے نہ آنے پر پیچھے آتے بولی مگر سامنے کھڑے بہادر خان کو دیکھ کر چپ ہو گئی اور دل پذیر عشق کہ چہرے کو دیکھا جس پر صرف بے زاریت تھی۔ ماں آپ ان سے خود ہی کہہ دے کہ جاکر کمیشنر صاحب سے کہہ دے کہ ہمیں ان کی اس بھیک کی کوئی ضرورت

نہیں اللہ کا شکر ہے کہ میں اپنا اور اپنی ماں کا خرچہ اٹھا سکتی ہوں ان کا پہلے ہی مجھ پر بہت احسان ہے مزید میں برداشت نہیں کر سکتی دل پذیر عشق تلخی سے بولی تو آرزو بیگم نے بہادر خان کی طرف دیکھا جنہوں نے بے چارگی سے انہیں دیکھا۔بچے وہ کہہ رہے تھے کہ اگر تم منع کرے تو ام کہہ دے کہ یہ ان کا فرض ہے بہادر خان دل پذیر عشق کی طرف دیکھتے بولا تو اس وہ تلخی سے ہنس دی۔ جس طرح آپ نے مجھے ان کی پوری بات سنائی ہے نہ اسی طرح یہ بھی پوری بات جا کر ان کے گوش فرما دیجیے گا۔

ایک باپ کا اور شوہر کا فرض صرف یہ کاغذ کے نوٹ"

تھمانا نہیں ہوتا یہ تو لوگ غریبوں کو بھی دے دیتے ہے باپ کا اور شوہر کا فرض تحفظ عزت اور اپنا نام فراہم کرنا ہوتا ہے"۔

جو کہ آپ کے کمیشنر صاحب دینے سے قاصر رہے اس لیے خدارا اگلی بار میرے دروازے پر مت آیئے گا میں نہیں چاہتی کہ میں آپ سے کوئی غلط بات کہوں اس لیے بہتر یہی ہو گا کہ آپ اور آپ کے صاحب ہم سے دور رہے دل پذیر عشق سرد لہجے میں بولی اور دروازہ بند کر دیا۔چلے ماں ناشتہ کرتے ہیں پھر مجھے نکلنا بھی ہے اتنا وقت ضائع کر دیا ہمارا دل پذیر عشق

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ماں کو دیکھ کر مسکرا کر بولی اور دونوں ناشتے کی میز کی طرف بھر گئے چلے اب میں نکلتی ہوں اپنا خیال رکھیے گا دل پذیر عشق کھڑے ہوتے بولی اور ماں کا ماتھا چوما۔ آپ ٹھیک ہیں میری جان آرزو بیگم دل پذیر عشق کا چہرہ دیکھتے بولی جس پر کچھ دیر پہلے ہوئے واقعے کا کوئی اثر نہ تھا۔ میں ٹھیک ہوں ماں فکر مت کرے نکلتی ہوں اب اللہ حافظ دل پذیر عشق مسکرا کر بولی اور گاڑی کی چابی اٹھا کر نکل گئی۔

ویسے تجھے کہا تھا میری طرح ڈیٹیکٹو بن جا پر نہیں تو نے میری سنی کہا مگر دیکھ کمیشنر صاحب نے میری یہ خواہش بھی پوری کر دی ہاشم خلیل مرزا گاڑی چلاتے عون کبیر عالم کو دیکھتے ہنس کر بولا۔ ہاشم خلیل مرزا 30 سالہ ایک خوبرو مرد تھا جس کی کالی آنکھیں نہایت پرکشش تھی کالی ذہین آنکھیں جن سے اس کی ذہانت صاف ظاہر ہوتی تھی وہ صاف سی رنگت والا ہاشم مرزا دوستوں کے لیے جان بھی قربان کر سکتا تھا وہی تو دوست بنائے تھے اس نے زندگی میں۔

"اس کا کہنا تھا کہ دوست کم بناؤ پر مخلص بناؤ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور ان دو دوستوں میں سے اے سی عون کبیر عالم پہلے نمبر پر تھا جو اس کا بچپن کا دوست تھا۔ بس اب اے سی یعنی کہ اسسٹنٹ کمشنر عون کبیر عالم اب یہ کام کرے گا کمیشنر صاحب کہ اگر مجھ پر احسانات نہ ہوتے تو میں کبھی یہ کام نہ کرتا عون جھنجھلا کر سنجیدگی سے بولا تو ہاشم خلیل مرزا ایک بار پھر سے ہنس دیا۔ عون کبیر عالم بے حد سنجیدہ شخصیت کا مالک شہد رنگ آنکھوں والا سانولی سی رنگت اور پرکشش شخصیت کا مالک ایک تیس سالہ خوبرو مرد بے شک وہ بہت وجیہہ تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک سنجیدگی سی تھی جو کسی کو بھی اس کے سامنے بولنے پر سو دفعہ سوچنے پر مجبور کر سکتی تھی۔ آنٹی کا فون آیا تھا ہاشم گلا کھنگارتے بولا۔ ہمم تو تجھے آیا تھا میں کیا کروں عون کبیر عالم اب پولیس سٹیشن میں داخل ہو رہا تھا جہاں سب کھڑے اب اسے سنجیدگی سے سلام کر رہے تھے جسے وہ سر کو خم دے کر وصول کر رہا تھا وہ اپنے آفس میں داخل ہوا اور سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی اتنے دن ہو گئے تم نے چکر نہیں لگایا ہاشم پھر سے بولا۔ وقت نہیں میرے پاس عون کبیر سامنے پڑی فائل دیکھتا پھر سے سنجیدگی سے بولا۔ ماں ہے وہ تیری تجھے وقت نکالنا چاہیے ہاشم تاصف سے بولا۔ وہ صرف میری ماں ہی نہیں بلکہ گریٹ بزنس وومین عافیہ صدیقی بھی ہیں میں تجھ سے بہتر جانتا ہوں ان کے پاس وقت کی بہت کمی ہے عون کبیر عالم اسے دیکھتا سرد لہجے میں بولا۔ کب تک پرانی

باتوں کو لے کر بیٹھا رہے گا ہاشم نے ایک اور سوال داغا۔ باتیں پرانی ہو یا نئی کبھی نہیں بھولتی اور جو لوگ کہتے ہیں وہ بھول گئے وہ بس اپنے آپ کو جھوٹی تصلی دے رہے ہوتے ہیں اور عون کبیر عالم کو نہ جھوٹی تصلیاں لینے کی عادت ہے نہ دینے کی عون کبیر عالم بولا تو ہاشم نے تاصف سے سر ہلایا۔انسان کو اتنا بھی سٹریٹ فارورڈ نہیں ہونا چاہیے ہاشم دانت پیستے بولا۔تو نکل رہا ہے یا پھر میں کانسٹیبل کو بلاؤں عون کبیر عالم فائل بند کرتا سنجیدگی سے بولا اور ہاشم کی طرف دیکھا۔نہایت ہی کوئی بے مروت اور پتھر دل انسان ہے تو ہاشم کھڑا ہوتا بولا۔شکریہ وہ رہا دروازہ عون دروازے کی طرف اشارہ کرتے بولا اور پھر سے فائل پر جھک گیا جبکہ ہاشم کو اس کے ایسے رویے کی عادت تھی نہایت ٹھنڈہ رویہ کیونکہ عون عالم اور جذبات دور دور تک کوئی لینا دینا نہ تھا اس لیے وہ بھی نکلتا چلا گیا کیونکہ کام تو اسے بھی تھا۔

آہ۔۔۔!دیکھو تو آج بڑے بڑے لوگ آئے ہیں ہاں تو ڈیٹیکٹو ہاشم خلیل مرزا بتائے پھر یہ بندی ناچیز کس طرح سے آپ کی خدمت کرے دل پذیر عشق جسے ریسیپشنسٹ نے ابھی ہی ہاشم کے آنے کا بتایا تھا وہ مریض کو دیکھ کر سیدھا اپنے کیبن میں آئی تھی جہاں سامنے ہی

ہاشم بیٹھا نظر آیا۔آپ کی مہربانی ہو گی کہ بس یہ تنز کے تیر نہ چلائے ہاشم اسے دیکھتا ہنس کر بولا جواب اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھی تھی۔کتنے دنوں بعد آئے ہو کیسے دوست ہو تم دل پذیر عشق اداسی سے بولی کیونکہ ایک ہاشم ہی تو تھا جسے وہ ہر بات کر لیتی تھی۔بس یار ایک کیس آیا ہے اسی پر مصروف تھا آج

وقت ملا تو یہاں آگیا تم بتاؤ ٹھیک ہو اتنی ڈسٹرب کیوں لگ رہی ہو ہاشم اس کے چہرے کو دیکھتے بولا جو بجھا بجھا سا تھا۔مجھے سمجھ نہیں آتی جب وہ ہمیں اپنا نام نہیں دے سکے ہمیں آپنا نہیں سکے تو کیوں ہر دفعہ کچھ رقم ہمارے منہ پر مارنے کے لیے بھیج دیتے ہیں دل پذیر عشق جھنجھلا کر بولی۔دل تم تصویر کا ایک پہلو دیکھ رہی ہو ہو سکتا ہے ان کی مجبوری ہو ہاشم اسے رسانیت سے سمجھاتے بولا۔نہ یہ کوئی تصویر ہے اور نہ اس کا کوئی پہلو ہے حقیقت بس یہ ہے کہ وہ بس ڈرپوک تھے مجھے اور میری ماں کو اپنے خاندان والوں میں نہ لے جا سکے ان کی وجہ سے میں نے مرحومیوں بھری زندگی گزاری ہے باپ کا سایہ ہونے کے باوجود بھی اسے مرحوم رہی کیا ضلطی تھی میری ماں کی ہم بس یہ کہ وہ ایک ایسی جگہ سے تعلق رکھتی تھیں جسے ہمارے معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا مگر یہ بھی تو دیکھو نہ تم کے انہوں نے سب چھوڑ دیا اس ذلت بھری زندگی کو چھوڑ کر عزت بھری زندگی کو چنا مگر یہ معاشرہ اس کے

لوگ اور کمیشنر صاحب دونوں ہی انہیں قبول نہ کر سکے اور مجھے اس لیے کہ میں ان کی بیٹی ہوں دل پذیر عشق کرب سے بولی۔ تمہیں ایک بار ان سے ملنا چاہیے اپنے سوالوں کے جواب لینے چاہیے ہاشم اس کی تمام تر باتیں سن کر نرمی سے بولا۔ میں کبھی بھی ان سے ملنا نہیں چاہتی تم جانتے ہو میں نے کبھی ان کی تصویر نہیں دیکھی صرف اس لیے کہ میں ان جیسے انسان کو اپنے تصورات میں بھی برداشت نہیں کر سکتی اور تم چاہتے ہو میں ان سے ملوں بلکل بھی نہیں دل پذیر عشق ٹھنڈے لہجے میں بولی۔ ہم میں تمہارے فیصلے کی عزت کرتا ہوں تم ہمیشہ مجھے ساتھ کھڑا پاؤ گی ہاشم اسے دیکھ کر نرمی سے بولا۔ تم جانتے ہو تمہارے جیسا دوست ہر کسی کہ پاس ہونا چاہیے دل پذیر عشق مسکرا کر بولی۔ جانتا ہوں جانتا ہوں پر وہ کیا ہے نہ کہ ہاشم خلیل مرزا بس ایک ہی ہے ہاشم ہنس کر بولا۔ ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ اتنے نمونے نہیں بنا سکتے تھے نہ سمجھا کرو دنیا تباہ ہو جاتی پذیر عشق بھی ہنس کر بولی تو ہاشم نے اسے گھورا۔

مہرین میں نکلتی ہوں اب کافی وقت ہو گیا ہے آج میری اتنی ہی ڈیوٹی تھی دل پزیر عشق مہرین کو دیکھتے بولی جو اپنے کیبن میں بیٹھی تھی۔ ہاں ٹھیک ہے تو جاؤ اور اپنا خیال رکھیے پہنچ کر

مجھے کال کری مہرین دل پذیر عشق کو دیکھتے بولی۔جی میری اماں اب جاؤں دل پزیر عشق ہنس کر بولی تو مہرین نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا مہرین دل پذیر عشق کی کولیگ تھی اور ساتھ ہی بہت اچھی دوست بھی تھی مہرین سانولی رنگت کالی آنکھوں اور پھولے گالوں والی خوبصورت سی لڑکی پچیس سال کی تھی اور دلپذیر عشق کے ساتھ ہی سوسایٹی میں رینٹ پر فلیٹ میں رہتی تھی

اپنی ماں کے ساتھ کیونکہ اس کے والد کچھ سال پہلے وفات پا چکے تھے۔

عون کبیر عالم نے اس سوسائٹی پر پوری نظر ڈالی جس میں تقریباً دو سو کے قریب فلیٹس تھے اسے پولیس ڈپارٹمنٹ کی طرف سے اتنا عالیشان بنگلہ ملا تھا مگر آج وہ صرف اس لیے یہاں کھڑا تھا کیونکہ اسے اپنا فرض ادا کرنا تھا جو اسے کمیشنر خالق میر کی طرف سے ملا تھا۔چل بھئی اسسٹنٹ کمشنر عون کبیر عالم آج سے تیری ڈیوٹی میں ایک اور ڈیوٹی بھی شامل ہو گئی یعنی کہ اتنی محنت سے اس عہدے پر پہنچنے کے بعد بھی تو ایک لڑکی کی حفاظت کرے گا واہ کیا کہنے ہیں میرے اسے اچھا گارڈ ہی بن جاتا عون کبیر بڑبڑاتا ہوا چلتا جا رہا تھا وہ اس وقت فل پولیس

یونیفارم میں ملبوس تھا۔لفٹ کا بٹن دبانے کے بعد وہ لفٹ کا انتظار کرنے لگا جب لفٹ کھلی اور وہ اندر داخل ہوا ابھی وہ اندر داخل ہوا ہی تھا کہ دل پذیر جو ابھی ہی ہسپتال سے پہنچی تھی آندھی توفان کی طرح لفٹ میں داخل ہوئی عون نے خیرت سے اسے دیکھا جو شاید بھاگ کر آئی تھی اور اب گہرے سانس لے رہی تھی۔ شکر ہے پہنچ گئی دل ورنہ پھر سے تیرے پانچ منٹ ضائع ہوتے دل پذیر خود سے بولی اور اپنا گلے میں لیا دوپٹہ اسکارف ٹھیک کیا جو بھاگنے کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا۔تب ہی اس کی نظر ساتھ کھڑے عون پر پڑی۔آپ پولیس آفیسر ہیں وہ عون کو دیکھتے بولی۔ نہیں باڈی گارڈ عون سنجیدگی سے بولا۔اچھا تو پھر آپ نے یہ پولیس یونیفارم کیوں پہنا ہے دل پذیر عشق اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے بولی تو عون نے اپنے گلاسز اتاڑے اور اس کی طرف دیکھا۔کیونکہ میں چاہتا تھا کہ عقل مند لوگ سمجھ جائے کہ میں پولیس آفیسر ہوں عون پھر سے سنجیدگی سے بولا تب تک لفٹ کھل چکی تھی اور وہ باہر نکل گیا۔یعنی کہ آپ مجھے بے وقوف کہہ رہے ہیں دل پذیر عشق اس کو جاتے دیکھ لفٹ سے نکل کر اونچی آواز میں بولی اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا سب اپنے فلیٹس میں موجود تھے۔ کہانہ مادام کہ عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے عون کبیر عالم اس کی بات کا جواب

دیتے بولا مگر مڑا نہیں پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔بے مروت اے سی ایک سوال ہی تو پوچھا تھا دل پذیر ناک سکوڑتے بولی اور اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

ماں جائے اب آپ آرام کرے باقی کام میں کرلوں گی دل پذیر عشق کھانے کے برتن اٹھاتے ماں سے بولی۔رہنے دو میری جان آج غلطی سے جلدی آہی گئی ہیں تو آرام کر لے آرزو بیگم بولی۔ٹھیک ہے امی بس تھوڑے سے تو برتن ہیں آپ جائیں سو جائیں باقی میں کرلوں گی دل پذیر مسکرا کر بولی تو آرزو بیگم بھی کمرے میں چلی گئی۔دل پذیر نے جلدی سے برتن دھوئے اور پھر اپنے لیے کافی بنانے لگی۔کافی بنا کر وہ کمرے میں آئی اور ٹیرس پر چلی گئی ٹیرس چھوٹا ساتھا مگر اس نے کافی اچھے سے سجایا ہوا تھا ایک جھولا تھا جس پر لائٹنگ کی گئی تھی اور سامنے چھوٹا سا ٹیبل تھا اور باقی پھول وغیرہ لگائے گئے تھے وہ بیٹھ کر کافی پینے لگی اور ساتھ ناول پڑھنے لگی اسے کتابیں پڑھنا بہت پسند تھا۔اس کا ماننا تھا کہ دنیا سے بہتر ہے کہ انسان کتابوں سے دل لگائے کم از کم برائی سے تو بچا رہے گا نہ کوئی دل توڑے گا مگر ساتھ ہی وہ بہت حقیقت پسند بھی تھی۔تھوڑی دیر بعد وہ اٹھی جب اس کی نظر سامنے بالکونی پر پڑی جو اس کی بالکونی

سے تھوڑے سے فاصلے پر تھی۔ہائے دل پذیر تیرے سکارف بھی نہ رشتے داروں کی سوچ کی طرح ہوتے جا رہے ہیں جو کہی بھی پہنچ جاتے ہیں دل پذیر عشق خود سے بولی اور کتاب اور مگ سامنے ٹیبل پر رکھا۔چل بھئی کود کچھ اور تجھے آئے نہ آئے بندروں کی طرح کود نا ضرور آجائے گا دل پذیر عشق بولی اور دوسری بالکونی میں چھلانگ لگائی شکر ہے یہ فلیٹ خالی ہے ورنہ اس میں رہنے والے کیا سوچتے آئے دن آجاتی ہے دل پذیر عشق ہنس کر بولی اور زمین پر جھک کر سکارف اٹھایا جب خود سے کچھ فاصلے پر پیر دیکھ کر اس کی جان نکل گئی۔یا اللہ میں مانتی ہوں آپ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں پر اتنی جلدی جناب ملک الموت صاحب کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اور تو اور آپ نے انہیں پیر بھی دے دیے تا کہ میں بھاگ نہ سکوں دل پذیر عشق جھکے ہوئے ہی بولی۔اب اٹھے گی مادام عون جو کسی کہ کودنے کی آواز پر بالکونی میں آیا تھا ایک لڑکی کو زمین پر جھکے دیکھ رک گیا۔جج جی ضرور دل پذیر عشق تمام خیالات جھٹک کر سیدھی ہوئی مگر سامنے عون کبیر کو دیکھ کر ٹھٹکی۔آپ یہاں کیا کر رہے ہیں دل پذیر عشق بولی۔میں نے سوچا کیوں نہ بندروں کی طرح رات کو دوسروں کے گھروں میں اچھل کود کی جائے ایڈوینچر ہو جائے گا عون کبیر ہاتھ باندھتے بولا وہ اس وقت بلیک ٹراؤزر اور شرٹ میں تھا۔آپ یوں بار بار مجھ پر طنز نہیں کر سکتے دل پذیر عشق اب اپنی انگلی اٹھا کر اسے دیکھتے

غصے سے بولی۔آپ بھی یوں اس طرح سے رات کے پہر میرے اپارٹمنٹ میں چھلانگیں نہیں لگا سکتی عون کبیر اس کی انگلی کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بولا تو دل پذیر عشق کو شرمندگی سی ہوئی۔میں بس اپنا اسکارف لینے آئی تھی یہ اپارٹمنٹ خالی تھا پہلے ورنہ میں نہ آتی دل پذیر عشق بولی۔اب آپ جاسکتی ہیں عون کبیر بولا دل پذیر عشق کا دل کیا کہ اپنے ٹیرس سے گملا لاکر اس اے سی کے سر میں مار دے۔"ویسے ایک بات پوچھوں" دل پذیر عشق جاتے جاتے مڑی اور معصومیت سے بولی تو عون کبیر نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا ایک ہاشم مرزا اور دوسری دل پذیر عشق تھی جس نے اسے اتنا بولنے پر مجبور کیا تھا۔"کیا آپ کی پلکیں اصلی ہیں مطلب بہت دلفریب ہیں" دل پذیر عشق اس کی پلکیں دیکھتے بولی تو عون کبیر نے خیرت سے اسے دیکھا۔اچھا ٹھیک ہے یوں مت دیکھے مجھے اچھی لگی تو میں نے کہہ دیا آپ تو غصے سے سرخ ہی ہوگئے دل پذیر بولی اور اپنی بالکونی میں چھلانگ لگائی جبکہ عون کبیر اپنا سر جھٹک کر اندر چلا گیا وہ گال غصے سے نہیں بلکہ ایک لڑکی کہ ایسے کہنے پر سرخ ہوئے تھے پر شکر ہے دل پزیرا اس بات سے انجان تھی ورنہ ضرور نئے سوال کرتی وہ بھی بغیر سر پیر کے۔

عون کبیر عالم کمیشنر خالق میر کے کیبن میں داخل ہوا اور سلیوٹ کے ساتھ سلام کیا مگر وہ شاید اپنی سوچ میں اتنے گھم تھے کہ انہیں اس کی موجودگی کا احساس تک نہ ہوا۔ عون کبیر نے اپنے سر پر پہنی پولیس کیپ اتاری اور ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا کیونکہ ان میں اتنی بے تکلفی تو تھی ہی۔ آج پھر آپ کی لاڈلی نے واپس بھیج دیا وہ ان کے ہاتھ میں موجود ہاکی لفافہ دیکھتے ہوئے اپنی بھاری گھمبیر آواز میں بولا تو کمیشنر خالق اپنی سوچوں سے باہر آئے وہ نہایت ہی پرکشش مرد تھے اور ان کی شخصیت میں ایک روعب تھا انہوں نے خود کو بہت فٹ رکھا تھا کیونکہ یہ سب ان کی جاب کا حصہ تھا۔ ہم بہت ذدی ہے کبھی بھی نہیں لے گی کمیشنر خالق مرزا افسردگی سے بولے اور اور ہاکی کاغذ جس میں چیک تھا اسے ایک طرف رکھا۔ آپ کو نہیں لگتا کہ ان محترمہ (دل پذیر عشق) کو آپ کے پیسے سے زیادہ آپ کے ساتھ آپ کے نام کی ضرورت ہے عون کبیر سنجیدگی سے انہیں دیکھتے بولا۔ تم جانتے ہو میں ایسا نہیں کر سکتا کمیشنر مرزا بے بسی سے بولے۔ کمیشنر صاحب آپ ایک مرد ہیں آپ کے اندر اتنی ہمت ہونی چاہیے کہ آپ اپنی بیوی اور بیٹی کو اکسیپٹ کر سکے اگر آپ صرف پیسے دینا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں تو سوری ٹو سے مجھے نہیں لگتا آپ اپنے فرائض کو سمجھتے ہیں عون کبیر

صاف الفاظوں میں بولا اس کا لہجہ بلکل سنجیدہ سا تھا۔میں مجبور ہوں عون میں یہ نہیں کر سکتا کمیشنر مرزا اس کو دیکھتے بولے۔

"ایک بات یاد رکھیے گا ایک مرد کبھی بھی مجبور نہیں ہوتا جانتے ہیں کیوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قوام یعنی حاکم کہا ہے وہ اس لیے کیونکہ اسے مظبوط بنایا گیا ہے تاکہ وہ اپنے رشتوں اور سب چیزوں میں برابری کر سکے ایک مرد ہی اگر مجبور ہو جائے گا تو وہ کیا انصاف کرے گا اپنی ماں بیوی بیٹی جتنے بھی رشتے ہیں کیسے ان میں انصاف کرے گا اس لیے ایک مرد کبھی بھی مجبور نہیں ہوتا"

میرے لحاظ سے عون کبیر سنجیدگی سے اپنی تمام بات ان کے سامنے رکھتے ہوئے بولا۔کمیشنر مرزا کو اس کے تمام الفاظ کسی حقیقت کی طرح اپنے دل میں چبتے ہوئے محسوس ہوئے سچ ہی تو کہہ رہا تھا وہ اگر مرد ہی کمزور پر جائے گا تو جس کمزور عورت کی اللہ نے اسے خفاظت کرنے کی زمہ داری دی ہے وہ کیسے نبھائے گا۔انسان کو اتنا بھی سچا نہیں ہونا چاہیے کہ ہر بات سیدھا منہ پر کر دے کچھ لوگ برداشت نہیں کر سکتے کمیشنر مرزا اسے دیکھتے آہستہ آواز میں بولے۔میں ایسا ہی ہوں جو بات سچ ہے وہ سچ ہے اور عون کبیر عالم کو سیدھی اور کھڑی بات

پسند ہے عون کبیر سنجیدگی سے بولا سنجیدگی تو جیسے اس کی شخصیت اور باتوں کا حصہ تھی۔ خیر یہ بتاؤ کہ اب تو کوئی غیر معمولی حرکت نہیں ہوئی نہ دل پذیر عشق کے آس پاس کمیشنر مرزا سنجیدگی س بولے۔ دو آدمیوں کو دیکھا گیا ہے سوسائٹی کے پاس اس کی گاڑی کا پیچھا کرتے ہی آئے تھے فکر مت کرے میں سب دیکھ لوں گا عون کبیر ان کے چہرے پر پریشانی دیکھتے ہوئے بولا۔ بس اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے عون میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکا مگر اس کی جان میرے لیے بہت قیمتی ہے میں کبھی بھی نہیں چاہوں گا کہ میری بیٹی اس اندھیری جگہ کا حصہ بنے کمیشنر مرزا بولے تو عون کبیر نے سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اجازت دے مجھے میں چلتا ہوں عون کبیر اپنی پولیس کیپ سر پر پہنتے بولا تو کمیشنر مرزا نے سر ہلایا۔ بہت بھروسہ کر کے تمہیں یہ زمہ داری دی ہے مجھے امید ہے تم مجھ سے بہتر نبھاؤ گے اور اسے کچھ نہیں ہونے دو گے کمیشنر مرزا بولے۔ فکر مت کرے عون کبیر اپنی زمہ داریوں کو نبھانا باخوبی جانتا ہے میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا عون کبیر مظبوط لہجے میں بولا اور پھر باہر نکلتا چلا گیا۔

آہ دل آہ اب تو تجھے ان بے جان چیزوں نے بھی دھوکے دینے شروع کر دیے دل پذیر عشق گاڑی کو دیکھتے تاصف سے بولی جو کہ عین راستے میں بند ہو گئی تھی۔اس نے ارد گرد دیکھا جہاں دور دور تک کوئی بندہ نہ تھا اور شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔آج اتوار تھی اور اس کا آف تھا مگر پھر ایک بچے کی طبیعت بگڑنے کے باعث اسے ہسپتال جانا پڑا تھا اور اب وہ جب واپس آرہی تھی تو یہ سب ہو گیا۔وہ گاڑی پر جھکے ابھی دیکھ ہی رہی تھی کہ ایک گاڑی اس کے پاس آکر رکی دل پذیر عشق نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا جس میں سے تین چار آدمی نکل رہے تھے دل پذیر عشق کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔دیکھو میرے قریب مت آنا دل پذیر عشق انہیں دیکھتے بولی اور پیچھے کی طرف قدم اٹھانے لگی جب ان میں سے دو آدمی آگے بڑھے ان سب کہ چہرے ڈھکے ہوئے تھے۔انہوں نے دل پذیر عشق کو بازوؤں سے پکڑا اور اسے گھسیٹنے لگے اس کی تمام تر مزاحمت بیکار جا رہی تھی۔ چھوڑو مجھے میں تم سب کو جان سے مار ڈالوں گی دل پذیر عشق خوف سے چیخی ابھی وہ اسے گاڑی میں بٹھاتے کہ ایک اور گاڑی آکر رکی جس میں سے اے سی عون کبیر عالم چہرے پر چٹانوں جیسی سختی لیے نکلا۔ چھوڑو اسے عون کبیر سنجیدگی سے بولا مگر اس کے لہجے میں ایک

تنبیہ تھی۔دو آدمی ابھی بھی دل پذیر عشق کو پکڑے ہوئے تھے جبکہ دو عون کبیر کی طرف بڑھے ایک نے عون کبیر پر حملہ کیا تو اس نے ایک لات گھما کر ماری اور دوسرے کو اپنے بھاری ہاتھ کا تھپڑ مارا تو وہ وہی سڑک پر گرے وہ ان کی طرف بڑھا اور ان پر ٹوٹ پڑا جب باقی کہ دو دل پذیر عشق کو زبردستی گاڑی میں بٹھانے لگے۔پہلے مجھے بچالے جناب دل پذیر عشق اونچی آواز میں بولی تو عون کبیر ان آدمیوں کو چھوڑ کر پیچھے مڑا اور باقی کہ دو کی طرف بڑھا۔ چھوڑا سے وہ ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے بولا۔یہ لڑکی ہمارے ساتھ جائے گی سمجھا بہت دیکھ لی تیری ہیرو گری اب ہٹ راستے سے ان میں سے ایک آدمی بولا تو عون نے اپنی گردن کو دائے بائے موڑا اور ان کی طرف بڑھا یقیناً ان آدمیوں کو حکم تھا کہ دل پذیر کو زندہ اور سہی سلامت لایا جائے اس لیے انہوں نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔عون نے ایک آدمی کو گریبان سے پکڑا اور اس کا سر گاڑی کے بونٹ پر مارا اور تین دفعہ اس نے ایسے ہی کیا اور جھٹکے سے اسے زمین پر پٹخا جب دوسرے نے اپنے چاقو سے اس پر وار کیا جب وہ فوراً سے پیچھے ہوا اور اس کا وہی ہاتھ مروڑ کر وہی چاقو اس کے بازو میں پیوست کیا جب وہ آدمی کراہا۔بول کس نے بھیجا ہے نہیں تو اس بار یہ چاقو تیرے دل میں اتاروں گا عون کبیر سرد لہجے میں غرایا جبکہ دل پذیر عشق خیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جس نے پورے آٹھ منٹ میں انہیں ڈھیر

کر دیا تھا۔چندہ بائی وہ آدمی گھٹی گھٹی آواز میں بولا جب پولیس کی وین وہاں آکر رکی اور اندر سے پولیس اہلکار اترے اور فوراً سے ان آدمیوں کو تحویل میں لیا۔اسلام علیکم سر ان میں سے ایک آفیسر عون کبیر کو سلیوٹ کرتے ہوئے بولا تو اس نے سر ہلا یا۔انسپیکٹر ابراہیم ان کی خاطر داری میں کسی قسم کی کمی نہیں رہنی چاہیے باقی کی تحقیقات میں خود آکر کروں گا عون کبیر اسے آرڈر دیتے بولا تو وہ سر ہلا کر چکا گیا۔جبکہ چندہ بائی کا نام سن کر دل پذیر عشق کے چہرے پر تھکان سی آگئی تھی جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی۔آجائے آپ کو اپارٹمنٹ چھوڑ دوں گا عون کبیر اسے دیکھتے بولا تو دل پذیر عشق نے سر ہلا یا۔عون کبیر نے اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تو دل پذیر عشق تھکے تھکے قدموں سے گاڑی میں بیٹھی عون کبیر دوسری طرف سے گاڑی میں آکر بیٹھا اور اس پر ایک نظر ڈال کر گاڑی سٹارٹ کی جو سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے تھی۔شکریہ میری مدد کے لیے کچھ دیر بعد دل پذیر عشق کی آواز گاڑی میں گونجی۔ہمم عون کبیر بس اتنا سا بولا۔دل پذیر عشق نے اپنے بھیگ سے فون نکالا جو عون نے ہی گاڑی میں رکھا تھا۔مہوش کیا میں کچھ دنوں کے لیے تیرے ساتھ رہ سکتی ہوں جیسے ہی نیا اپارٹمنٹ ملے گا میں وہاں شفٹ ہو جاؤں گی دل پذیر عشق فون پر کسی سے بات کرتے بولی اور پھر فون رکھ دیا۔آپ کو نہیں لگتا کہ ہر مسلے کا حل بھاگنا نہیں ہوتا

عون کبیر عالم بولا۔ کبھی کبھی بھاگنا ہی بہتر ہوتا ہے اور مجھے بھاگنے کی عادت ہے کیونکہ میں کمزور ہوں میرے پاس اور کوئی حل نہیں دل پذیر عشق مرجھائے چہرے کے ساتھ بولی۔ کب تک یونہی بھاگتی رہے گی حالات کا مقابلہ کرنا سیکھے جتنا آپ ان سب حالات سے بھاگے گی اتنا ہی یہ آپ کو بھگائے گے اور پھر ایک دن آپ تھک جائیں گی تھکنے سے بہتر ہے اللہ پر بھروسہ رکھے اسے مدد مانگے اور صبر سے کام لے "بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے "عون کبیر عالم اسے سمجھاتے ہوئے بولا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ ضرورت سے زیادہ کیوں بول رہا ہے دل پذیر عشق نے اپنے چہرے پر آتے بھورے بال پیچھے کیے جس کی لٹیں ڈھیلی کی ہوئی چوٹی سے باہر آرہی تھی اس کے سرمئی نین کی انوکھی سی چمک آج تکن ذدہ تھی شاید وہ بھی بھاگ بھاگ کر تھک گئی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ ناجانے چندہ بائی کہ خوف سے اس نے کتنے ہی شہر بدلے تھے۔ سہی کہا آپ نے حالات سے بھاگنا انسان کو تھکا دیتا ہے مجھے ان حالات کا مقابلہ کرنا ہوگا شکریہ میری مدد کرنے کے لیے اور مجھے راستہ دکھانے کے لیے دل پذیر عشق تشکر بھرے لہجے میں بولی تو عون کبیر نے محض سر ہلایا۔ ویسے سچ میں آپ کی گھنی پلکیں بہت دلفریب ہیں میں نے پہلی دفعہ کسی مرد کی ایسی پلکیں دیکھی ہیں دل پذیر عشق پھر سے خیرت سے بولی اب اس کا لہجہ ہموار تھا۔اس کی بات پر عون

کبیر نے کوئی جواب نہ دیا مگر اس کا چہرہ دل پذیر عشق نے یہ منظر بہت غور سے دیکھا اس کے چہرے اور کان کی لوؤں کا سرخ ہونا مگر وہ سمجھ نہ سکی کہ یہ سرخی غصے کی ہے یا شرم کی کیا ایک مرد بھی تعریف پر سرخ پر سکتا ہے اس نے بے ساختہ سوچا۔ آپ اتر سکتی ہیں اب عون کبیر سنجیدگی سے بولا تو دل پذیر عشق ہوش کی دنیا میں لوٹی اور اپنا بیگ اٹھایا اور گاڑی سے اتری۔ اس کے جاتے ہی عون کبیر نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ سچ میں یہ لڑکی بغیر سوچ سمجھے بول دیتی تھی اس نے بے ساختہ سوچا اور گاڑی پارک کرنے لگا۔

دل پذیر عشق جیسے ہی اپارٹمنٹ میں آئی اسے اندر سے آوازیں آتی سنائی دی جہاں سامنے کچن میں ہی آرزو بیگم اور ہاشم مرزا کھڑے باتیں کر رہے تھے اور آرزو بیگم کچھ بنا رہی تھی۔ اسلام علیکم آ گئے تم بکھر انسان یہاں پر بھی کھانے دل پذیر عشق نے سلام لی اور پھر ہاشم کو گھورتے ہوئے بولی۔ ہم جہاں پر اتنی خوبصورت لیڈی ہو اور ان کے خوبصورت ہاتھوں کے بنے پکوڑے ہو تو وہاں پر ہاشم مرزا کا ہونا لازم ہے ہاشم مرزا آرزو بیگم کی طرف اشارہ کرتے دل پذیر سے بولا تو اس نے آنکھیں گھمائی۔ ماں آپ اس کی باتوں میں نہ آیا کرے یہ کھانے

کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے دل پذیر عشق بولی۔ دل وہ تمہاری طرح نہیں ہیں انہوں اتنے ہیڈسم بیٹے کی قدر ہے تمہاری طرح نہیں جسے اتنے ہیڈسم ذہین دوست کی قدر نہ ہو ہاشم مرزا بولا۔ اچھا بچوں بس جائے آپ لوگ باہر بیٹھ کر باتیں کرے میں آرہی ہوں بس آرزو بیگم ان دونوں کو لڑتے دیکھ کر بولی تو دونوں ایک دوسرے کو گھورتے باہر نکل گئے۔ ٹھیک ہو تم ہاشم اس کے چہرے کی طرف دیکھتے بولا۔ ہمم ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے دل پذیر عشق کندھے آچکا کر بولی۔ کم آن دل تم اچھے سے جانتی ہو کہ تم مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتی ہاشم بولا تو دل پذیر عشق نے گہرا سانس لیا وہ دونوں باہر صوفے پر بیٹھے تھے۔ چندہ بائی دل پذیر عشق بس اتنا ہی بولی۔ کیا پھر سے اس نے تمہیں ڈھونڈ لیا ہاشم بولا تو دل پذیر عشق نے سر ہلایا۔ میں تھک چکی ہوں اب بھاگ بھاگ کر ہاشم میں مزید نہیں بھاگ سکتی اور اب میں یہ شہر تمہیں ماہی کو اس سب کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی دل پذیر عشق اداسی سے بولی۔ تمہیں ضرورت نہیں ہے دل تم اب یہی رہو گی اور یاد رکھنا تمہارا دوست اپنی جان سے بھر کر تمہاری حفاظت کرے گا میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا کیونکہ ہاشم مرزا ہمیشہ دل پذیر عشق کے پیچھے ایک محافظ کی طرح موجود ہے ہاشم اسے دیکھتے مظبوط لہجے میں بولا تو دل پذیر عشق مسکرا دی۔ تم جانتے ہو مجھے مردوں پر بلکل یقین نہیں پر تم وہ انسان ہو جس پر دل

پذیر عشق آنکھ بند کر کے بھی بھروسہ کر سکتی ہے دل پذیر عشق مسکرا کر بولی تو ہاشم بھی مسکرا دیا۔ میں تمہارا بھروسہ کبھی ٹوٹنے نہیں دوں گا ہاشم بولا تو دل پذیر عشق نے سر ہلایا پھر آرزو بیگم آگئی تو وہ لوگ باتیں کرنے لگے اور پکوڑے کھانے لگے باتیں کیا تھی ہاشم اور دل پذیر عشق اپنی عجیب باتوں سے آرزو بیگم کو ہنسا رہے تھے۔

\-------------

جاری ہے۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/ مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842